# حضرت سہارنپوریؒ اور حضرت تھانویؒ کا
# ایک دلچسپ فقہی مکالمہ

مفتی محمد راشد ڈسکوی
استاذ ورفیق شعبہ تصنیف وتالیف، جامعہ فاروقیہ، کراچی

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ایک سفر میں ساتھ تھے۔ حضرت مولانا تھانویؒ کے یہاں ہدیہ قبول کرنے کے کچھ اصول مقرر تھے، مگر مستثنیات بھی تھے۔ (یعنی کچھ خاص افراد ایسے بھی ہوتے تھے جن سے ہدیہ وصول کرتے وقت ان اصولوں کی رعایت نہیں رکھی جاتی تھی۔)

ایک شخص نے اس سفر میں حضرت تھانویؒ کو ایک گھڑی ہدیہ میں پیش کی، حضرتؒ نے قبول فرمالی۔ حضرت سہارنپوریؒ نے بعد میں ارشاد فرمایا کہ: اگر یہ گھڑی ضرورت سے زائد ہو تو اس کو میرے ہاتھ فروخت کردیں۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ ''میں بھی آپ کا اور گھڑی بھی آپ کی، یوں ہی لے لیجئے''۔

اس پر حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ: ''میں ابتداخریدنے کی کرچکا ہوں، اس لئے اب ہدیہ نہیں ہوسکتا، ہدیہ تو ابتداءً ہوتا ہے''۔ بالآخر کچھ گفتگو کے بعد معاملہ طے ہوگیا اور حضرت سہارنپوریؒ نے گھڑی خرید لی۔ جب اُس مُہدِی (ہدیہ دینے والے) کو اِس واقعہ کا علم ہوا، تو اس کو گرانی ہوئی۔ تو حضرت تھانویؒ نے حضرت سہارنپوریؒ سے فرمایا کہ وہ گھڑی واپس کردیں۔ حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ کیا خیارِ شرط تھا، جو واپس کروں؟ (خیارِ شرط کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خریدنے والا شرط لگائے کہ تین دن تک مجھے لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا، جی چاہے گا تو لے لیں گے، ورنہ لوٹادیں گے۔ اسی بیچنے والے کو بھی اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ وہ یہ شرط لگائے کہ تین دن تک مجھے بیچنے یا نہ بیچنے کا اختیار ہے، جی چاہا تو بیچ دیں گے، وگرنہ واپس لے لیں گے۔ اس میں تین دن سے زیادہ کی شرط لگانا درست نہیں ہوتا۔)

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ خیارِ شرط تو نہ تھا، مگر ہدیہ دینے والے کو اس فروخت کردینے سے گرانی ہورہی ہے، اس لئے واپسی کا مطالبہ کررہا ہوں۔ (یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدیہ میں ملی ہوئی چیز کے بارے میں اگر یہ معلوم ہو کہ اس کے فروخت کردینے کو ہدیہ دینے والا اچھا نہیں سمجھے گا، تو اس چیز کو بیچنا نہیں چاہئے)

اس پر حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ (فروخت کرتے وقت) ہدیہ دینے والے کی رضا کو تو شرط قرار نہیں دیا گیا تھا، ہمارے درمیان تو بیع کی بات ہوئی تھی۔ (یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بیع مین یہ شرط ٹھہرائی جائے کہ ''اگر ہدیہ دینے والے کو اس چیز کے فروخت ہو جانے پر تکلیف ہوئی تو اس بیع کو فسخ کردیا جائے گا'' تو اس بیع کو فسخ کرنا درست ہے، ورنہ نہیں)

تب حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ: اچھا تو اقالہ کر لیجئے۔ (اقالہ کہتے ہیں بیع یعنی خرید و فروخت والے معاملے کو ختم اور فسخ کرنے کو)

حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ: اقالہ کی صحت کے لئے طرفین کی رضامندی شرط ہے اور میں تو اقالہ پر راضی نہیں ہوں۔ (اقالہ کے صحیح ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہوتی ہے کہ بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں اس معاملے کو ختم کرنے پر راضی ہوں۔ اگر ایک راضی ہوا اور دوسرا راضی نہ ہوا تو شرعاً اقالہ صحیح نہ ہوگا)

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ آپ میرے بڑے ہیں اور چھوٹوں کی خاطر بڑے راضی ہو ہی جایا کرتے ہیں، آپ بھی راضی ہو جایئے۔

اس پر حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ میں ضرور راضی ہو جاتا، مگر میں نے وہ گھڑی اپنے لئے نہیں خریدی تھی، بلکہ میرے ایک دوست ہیں، ان کے واسطے ان کی نیت سے خریدی ہے، میں ان کی طرف سے وکیل بالشراء تھا، چناں چہ شراء (خریداری) پر توکیل پوری ہوگئی، اب مجھے اس میں تصرف کرنے کا حق نہیں رہا، اس لئے کہ وکیل کو اس کام کے انجام دینے کے بعد جس کا اس کو وکیل بنایا گیا تھا، تصرف کرنے کا حق نہیں رہتا۔ (اس سے معلوم ہوا کہ وکیل جب اپنے مؤکل کے لئے کوئی چیز خرید لے تو اس خریدنے کے بعد وہ اس میں کوئی تصرف نہیں کرسکتا)

پھر کسی اور مجلس میں جس میں وہ مُہدِی بھی موجود تھے، حضرت سہارنپوریؒ نے وہ گھڑی حضرت تھانویؒ کو دے دی۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اس وقت تو ایسا فرما رہے تھے، اب کیا ہوا؟ تو فرمایا کہ معاملہ تو اسی طرح ہے جس طرح میں نے بتایا تھا، مگر مجھے اپنے دوست پر اعتماد ہے، مجھے اطمینان ہے کہ میرے اس تصرف سے انہیں گرانی نہیں ہوگی۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وکیل بنانے والا ایسا فرد ہو جس نے وکیل کو اختیارِ کامل دیا ہو کہ جیسے مناسب سمجھو تصرف کرو تو پھر اس طرح کے تصرفات کرنے کی اجازت ہوگی)

اپنے اکابرین کی اس دوراندیشی اور شریعت کی پاسداری کو دیکھتے ہوئے ہمیں بھی اس بات کا عزم کرنا چاہئے کہ ہم بھی اپنے ہر طرح کے کاموں میں شریعت کی حدود و قیود کا لحاظ رکھیں گے۔ اس کے لئے جہاں علمِ دین کے حصول کی ضرورت پڑے گی، وہاں ان اکابرین کی سوانح کا مطالعہ بھی کرنا ہوگا، تاکہ ہر دینی و دنیوی معاملے میں شریعت کی پاسداری کا اہتمام کرنے میں راہنمائی ملتی رہے۔

☆☆☆